میرے بھائیو! لوگوں کی خوبیاں اور ان کی اچھائیاں بیان کیا کرو

الْخُطْبَةُ الْأُولَى:

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ، أَمَرَنَا بِذِكْرِ الْفَضَائِلِ وَالْحَسَنَاتِ، وَنَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَنَشْهَدُ أَنَّ سَيِّدَنَا وَنَبِيَّنَا مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، صَلَّى اللَّهُ وَسَلَّمَ وَبَارَكَ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ. أَمَّا بَعْدُ: فَأُوصِيكُمْ عِبَادَ اللَّهِ وَنَفْسِي بِتَقْوَى اللَّهِ، فَهِيَ زِمَامُ اللِّسَانِ، وَسَبِيلُ الرِّضْوَانِ، قَالَ رَبُّنَا الرَّحْمَنُ: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا * يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾[1]، وَإِنَّ مِنْ تَقْوَى رَبِّكُمْ: أَنْ تُحْسِنُوا الِاسْتِمَاعَ إِلَى الْقَوْلِ، وَتَتَّبِعُوا أَحْسَنَهُ بِالْعَمَلِ، قَالَ تَعَالَى: ﴿فَبَشِّرْ عِبَادِ * الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَئِكَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ﴾[2].

برادرانِ اِیمان، میرے عزیز ساتھیو! ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ سفر پر روانہ ہو رہے تھے، کہ قافلے میں سے ایک صاحب کچھ تاخیر کا شکار ہو گئے، چنانچہ آپ علیہ السلام نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا، تو شُرکاءِ سفر میں سے ایک صاحب نے ان کا ناگوار انداز میں ذکر کیا، مگر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فوراً متوجہ ہوئے، تاخیر کا شکار ہونے والے صاحب کی غیر موجودگی میں انکی عزت و ناموس کا دفاع کیا، اور ان کی عمدہ صفات اور فضائل و خصائل کا تذکرہ کیا، اور فرمایا: بِئْسَ مَا قُلْتَ، وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا[3]. اے شخص! تونے بہت نامناسب بات کہی، اور اے اللہ کے رسول! ہم نے اس (تاخیر کا شکار ہونے والے) شخص میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں دیکھا. تو میرے بھائیو! کیا ہی عظیم اَخلاقی قدر ہے، اور کیا ہی عمدہ خصلت ہے، کہ ہم لوگوں کی اچھائیاں بیان کریں، ان کے کارناموں کو

یاد رکھیں، ان کے اوصافِ حمیدہ کو عام کریں، ان کی خوبیاں گنوائیں، ان کے فضائل کا اظہار کریں اور ان کے مکارمِ اخلاق کو نمایاں کریں، ذرا نبی کریم ﷺ کی سیرتِ پاک میں غور وفکر کریں، تو آپ علیہ السلام سے زیادہ لوگوں کی اچھائیاں بیان کرنے والا کوئی نظر نہ آئے گا، آپ علیہ السلام سے بڑھ کر باصلاحیت اور اہلِ کمال لوگوں کی تعریف وتوقیر کرنے والا کوئی نہ ملے گا، چنانچہ آپ علیہ السلام نے حضرت اَشَجّ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: «إِنَّ فِيكَ لَخَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللَّهُ: الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ»[4]. آپ میں دو ایسی خوبیاں ہیں جو اللہ رب العزت کو بہت پسند ہیں، تحمل اور وقار

تو میرے بھائیو، سوچیے! کسی شخص کی خوبی پر اس کی تعریف کرنا، اِس سے بڑھ کر اس کی حوصلہ افزائی اور کیا ہوگی؟ اور اس سے بڑھ کر اس کے ساتھ بھلائی کیا ہوگی کہ اُسے اس کے اندر چھپی خوبیوں اور صلاحیتوں کا احساس دلایا جائے، تاکہ وہ اپنی ان صلاحیتوں کی حفاظت کرے اور انہیں مزید پروان چڑھائے؟ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے واقعے میں غور فرمائیں، کہ جب نبی کریم ﷺ نے انہیں تہجد پڑھنے کی ترغیب دینا چاہی، تو آپ علیہ السلام نے نہایت حکمت وبصیرت سے پہلے ان کی خوبی کا تذکرہ فرمایا پھر انہیں نصیحت کی اور فرمایا: «نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللَّهِ، لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ» عبد اللہ کتنا بہترین انسان ہے، کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ رات میں بھی نماز پڑھا کرتا اور قیام اللیل کرتا. حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس نصیحت کا بہت اثر لیا، اور پھر رات کا اکثر حصہ رب تعالی کی عبادت میں مشغول رہتے اور بہت کم سویا کرتے [5]. تو ذرا غور فرمائیے کہ کیسے آپ علیہ السلام

نے پہلے ان کی خوبیوں بیان فرمائیں ان کی تعریف و توصیف فرمائی، پھر اس میں مزید بہتری لانے کی طرف ان کی رہنمائی بھی فرمائی.

میرے مؤمن بھائیو! انسان کے لیے اس سے خوبصورت بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے سینے میں ایسا دل دھڑکتا ہو جو دوسروں کے فضل واحسان کو یاد رکھے اور احسان فراموشی نہ کرے، اس کی آنکھوں میں وہ بینائی ہو جو خیر و بھلائی کو دیکھے تو اس کی قدر دانی کرے، اور اس کی زبان میں وہ قوتِ گویائی ہو، جو بولے تو اس کا لفظ لفظ فضا میں خوشبو بکھیر دے! کیونکہ دوسروں کے فضل واحسان کی قدر دانی وہی انسان کر سکتا ہے جو خود بھلائی کے راستوں پر چلتا ہو، لوگوں کی اچھائیوں اور خوبیوں کی گواہی وہی دے سکتا ہے، جس کا اپنا مَن خیر و بھلائی سے معمور ہو،(6) اور یہ انسان کے بلند اخلاق کی اور اس کی قلبی سلامتی کی دلیل ہے، اور یہ قلبِ مخموم والے یعنی اس پاکیزہ دل بندے کی صفت ہے جسے نبی کریم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا: «التَّقِيُّ النَّقِيُّ، لَا إِثْمَ فِيهِ وَلَا بَغْيَ، وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ»(7). وہ پرہیزگار اور پاک دل ہوتا ہے؛ جس میں نہ گناہ ہوتا ہے، نہ ظلم و زیادتی، نہ کینہ ہوتا ہے اور نہ حسد. چنانچہ ایسے انسان کی مثال شہد کی مکھی جیسی ہے، جو صرف پاکیزہ چیز پر بیٹھتی ہے، پاکیزہ چیز ہی نکالتی ہے اور دوسروں تک نفع پہنچاتی ہے، لیکن جس کے دل میں کھوٹ بھرا ہو، جس کی طبیعت میں کم ظرفی ہو، وہ اپنی بری سوچ اور خراب نیت کی وجہ سے، لوگوں کی خوبیوں سے نظریں چراتا پھرتا ہے، اس کی نگاہ ہمیشہ دوسروں کے عیبوں اور کمزوریوں پر رہتی ہے، اس میں نہ اتنی جرات ہوتی ہے کہ وہ کسی کی خوبی بیان کر سکے، نہ اتنی

ہمت ہوتی ہے کہ کسی کی پردہ پوشی کر سکے، اس کی مثال اس گندی مکھی کی سی ہے، جو مہکتے پھولوں کو چھوڑ کر ہمیشہ تعفُّن اور گندگی کی تلاش میں رہتی ہے.

میرے بھائیو! عیب جوئی اتنی خطرناک خصلت ہے اور اتنی قبیح عادت ہے کہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اس کے بارے میں بہت سختی سے خبردار فرمایا، اور اتنی بلند آواز کے ساتھ تنبیہ فرمائی کہ گھروں میں موجود خواتین تک نے آواز سنی، آپ علیہ السلام نے فرمایا: «يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ، لَا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ وَلَا تَتَبَّعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ أَخِيهِ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللَّهُ عَوْرَتَهُ يَفْضَحْهُ فِي جَوْفِ بَيْتِهِ»[8] اے وہ لوگو! جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو، مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو اور ان کے عیوب کے پیچھے نہ پڑو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مؤمن بھائی کے عیوب کے پیچھے پڑے گا، اللہ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اور اللہ جس کے عیب کے پیچھے پڑے گا، اسے اسی کے گھر ہی میں ذلیل و رسوا کر دے گا. ایک دانا کا قول ہے: جو شخص اپنے گریبان میں جھانکنا چھوڑ کر دوسروں کے عیوب ٹٹولنا شروع کر دیتا ہے، اس کا دل اندھا ہو جاتا ہے، اس کا جسم تھک جاتا ہے، اور اس کے لیے اپنے عیبوں کو چھوڑنا دشوار ہو جاتا ہے[9].

لوگوں کے عیوب پر پَردہ ڈالنے والو! دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالیں، اللہ تعالیٰ آپ کے عیبوں پر پردہ رہنے کے اسباب پیدا فرمائے گا، اور اس کی تصدیق نبی کریم ﷺ کے اس فرمان مبارک سے ہوتی ہے: «مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ»[10]. جو شخص کسی مسلمان کے عیب پر پردہ ڈالے، اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کے عیبوں پر پردہ ڈالے گا. حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے اپنے اندر تو کوئی عیب نہیں تھا، لیکن وہ لوگوں کی خامیوں کے پیچھے پڑ

گئے، ان کی برائیاں بیان کرنے لگ گئے، تو لوگوں نے بھی ان کے عیوب بیان کرنا شروع کر دیے؛ اور میں نے ایسے لوگوں کو بھی دیکھا جن کے اپنے اندر عیوب تھے، خامیاں تھیں، لیکن جب وہ لوگوں کے عیوب دیکھتے تو خاموش رہتے، انہیں آگے بیان نہ کرتے، تو لوگوں نے بھی ان کے عیوب پر خاموشی اختیار کر لی، اور ان کی پردہ پوشی کی(11)

تاہم، میرے بھائیو! دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آپ کسی کی غلطی پر بالکل خاموش رہیں، اور ایک دوسرے کو نصیحت کرنا ہی چھوڑ دیں، بلکہ اخلاص و محبت اور حکمت و مصلحت ساتھ ایک دوسرے کو نصیحت کریں اور ایسی باہمی خیر خواہی اختیار کریں جو آپ کے معاشرے کے اتحاد کو محفوظ رکھے، اور آپ کے وطن کی مصلحت و بھلائی کو پورا کرے، اور اپنے رب کے اس فرمان پر عمل کریں

:﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾(12).

أَقُولُ قَوْلِي هَذَا وَأَسْتَغْفِرُ اللَّهَ لِي وَلَكُمْ، فَاسْتَغْفِرُوهُ.

الْخُطْبَةُ الثَّانِيَةُ:

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَحْدَهُ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ.أَمَّا بَعْدُ:

لوگوں کی خوبیاں بیان کرنے والو! لوگوں کی اچھائیاں بیان کرنا، اور ان کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا عظیم اخلاق میں سے ہے، لیکن اس کی حقیقت اس وقت آشکارا ہوتی ہے جب کسی کے ساتھ اختلاف کی نوبت آجائے، اس کی اصل پہچان اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب کسی کے ساتھ شکوہ و ناراضگی کا موقع آجائے، لہٰذا کسی کی چھوٹی سی غلطی پر اس کے برسوں کے احسانات فراموش نہ کریں، معمولی سی خطا پر ہمیشہ کی نیکی اور بھلائیوں کو پسِ پُشت نہ ڈالیں، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص عمر بھر بھلائی کرتا رہتا ہے، اَچھائی کرتا رہتا ہے، لیکن جب ایک دفعہ اس سے خطا سرزد ہوجاتی ہے تو اسے کہا جاتا ہے، کہ ہم نے تو تم سے کبھی کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں.

تو میرے بھائیو! کسی کی اچھائیوں اور نیکیوں کو مت بھولیے، بلکہ وقتاً فوقتاً شکریہ کے طور پر ان کا ذکر کرتے رہیے، اور اس عمدہ اخلاق کو اپنے گھروں اور محافل میں رواج دیں، سوشل میڈیا استعمال کرتے وقت اسے اپنا طریقہِ گُفتار بنائیں، اپنی موجودگی میں کسی کی غیبت نہ ہونے دیں، اور نبی کریم ﷺ کے اس فرمان مبارک پر عمل کیجیے: «مَنْ رَدَّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ، رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِهِ النَّارَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[13]، جو شخص اپنے بھائی کی غیر موجودگی میں اس کی عزت و ناموس کا دفاع کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے بچائے گا. اسی طرح جو لوگ دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں ان کی خوبیوں کو یاد کریں، ان کے اچھے کارناموں کو اجاگر کریں، کیونکہ اس کا اللہ کے ہاں بہت عظیم اجر و ثواب ہے. چنانچہ ایک مرتبہ آپ علیہ السلام کے سامنے سے ایک جنازے کا گزر ہوا، تو لوگوں نے وفات پاجانے والے کی

اچھائیاں بیان کیں، اس پر آپ علیہ السلام نے فرمایا: «مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ... أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ»[14]. تم لوگوں نے جس کی تعریف کی تھی اس کے لیے جنت واجب ہو گئی، تم روئے زمین پر اللہ کے گواہ ہو.

میرے دوستو! ہمارے پیارے نبی ﷺ اپنی زوجۂ محترمہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد بھی ان کی خوبیوں کا کثرت سے ذِکر فرماتے اور یہ فرماتے: «آمَنَتْ بِي إِذْ كَفَرَبِيَ النَّاسُ، وَصَدَّقَتْنِي إِذْ كَذَّبَنِي النَّاسُ، وَوَاسَتْنِي بِمَالِهَا إِذْ حَرَمَنِي النَّاسُ»[15]. جب لوگوں نے میرا انکار کیا، تو خدیجہ مجھ پر ایمان لائیں، جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا، تو انہوں نے میری تصدیق کی، اور جب لوگوں نے مجھے محروم رکھا، تو انہوں نے اپنے مال سے میری غمخواری کی اور مدد کی. تو غور کیجیے! حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ نے ان کے احسانات کو فراموش نہیں کیا، بلکہ اکثر انہیں یاد فرمایا کرتے.

عزیز بھائیو! اسی طرح ہم پر اپنے معاشرے کا بھی ایک حق ہے، اور وہ یہ کہ ہم اپنے معاشرے میں پائی جانے والی اچھائیوں کو اُجاگر کریں، ہر سطح پر اس کے محاسن کا تذکرہ کریں، اَفرادِ معاشرہ کی خوبیوں اور صلاحیتوں کو نمایاں کریں، اور اس کے فرزندوں کی کامیابیوں کو سَراہیں، انہیں ان کے کارناموں پر داد دیں، لہٰذا جو شخص تعریف کا مستحق ہو، اس کے لیے اچھے کلمات کہنے میں بخل سے کام نہ لیں، اور اہلِ صدق ووفا کی طرح یہ دعا کرتے رہیں: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾[16]. اے ہمارے پروردگار! ہماری

بھی مغفرت فرمایئے، اور ہمارے ان بھائیوں کی بھی جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے ہیں، اور ہمارے دلوں میں ایمان لانے والوں کے لیے کوئی بغض نہ رکھیے، اے ہمارے پروردگار ! آپ بہت شفیق، بہت مہربان ہیں. هَذَا، وَصَلِّ اللَّهُمَّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ. وَارْضَ اللَّهُمَّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ وَعَلِيٍّ، وَعَنْ سَائِرِ الصَّحَابَةِ الْأَكْرَمِينَ.

اللَّهُمَّ اجْعَلْنَا مِمَّنْ يَذْكُرُونَ مَحَاسِنَ غَيْرِهِمْ، وَيَسْتُرُونَ مَسَاوِئَهُمْ، وَيُخْلِصُونَ النُّصْحَ لَهُمْ، وَاغْفِرْ لَنَا وَلِوَالِدِينَا، يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ.

اللَّهُمَّ أَدِمْ عَلَى دَوْلَةِ الْإِمَارَاتِ عِزَّهَا وَنَصْرَهَا، وَاسْتِقْرَارَهَا وَازْدِهَارَهَا، وَخَيْرَهَا وَرَخَاءَهَا. اللَّهُمَّ احْفَظِ الشَّيخ محمَّد بْن زَايد رَئِيسَ الدَّوْلَةِ بِحِفْظِكَ، وَكُنْ لَهُ عَوْنًا وَسَنَدًا، وَبَارِكْ فِي عُمُرِهِ وَعَمَلِهِ، اللَّهُمَّ وَفِّقْهُ وَنُوَّابَهُ وَإِخْوَانَهُ حُكَّامَ الْإِمَارَاتِ، وَوَلِيَّ عَهْدِهِ الْأَمِينَ؛ لِمَا تُحِبُّهُ وَتَرْضَاهُ. اللَّهُمَّ ارْحَمِ الشَّيخ زَايد، وَالشَّيخ رَاشِد، وَشُيُوخَ الْإِمَارَاتِ الَّذِينَ انْتَقَلُوا إِلَى رَحْمَتِكَ، وَأَدْخِلْهُمْ بِفَضْلِكَ فَسِيحَ جَنَّاتِكَ، وَاشْمَلْ شُهَدَاءَ الْوَطَنِ بِرَحْمَتِكَ وَغُفْرَانِكَ. اللَّهُمَّ ارْحَمِ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ: الْأَحْيَاءَ مِنْهُمْ وَالْأَمْوَاتَ.

اللَّهُمَّ اسْقِنَا الْغَيْثَ وَلَا تَجْعَلْنَا مِنَ الْقَانِطِينَ، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا، اللَّهُمَّ أَغِثْنَا.

عِبَادَ اللَّهِ: اذْكُرُوا اللَّهَ الْعَظِيمَ الْجَلِيلَ يَذْكُرْكُمْ، وَاشْكُرُوهُ عَلَى نِعَمِهِ يَزِدْكُمْ. وَأَقِمِ الصَّلَاةَ.

---

(1) الأحزاب: 70–71.

(2) الزمر: 17-18.

(3) متفق عليه

(4) مسلم: 17.

(5) متفق عليه.

(6) طبقات الحنابلة لابن أبي يعلى: 3/ 378.

(7) ابن ماجه: 4216.

(8) أبو داود: 4880، والترمذي: 2032، وأبو يعلى: 1675. واللفظ له.

(9) روضة العقلاء ونزهة الفضلاء، ص: 125.

(10) مسلم: 2699.

(11) الدر الثمين والمورد المعين، ص: 563. ولزَاذَان المدائني قول يماثله. ينظر: عيوب النفس للسلمي: (ت412هـ) ص: 12.

(12) النساء: 59.

(13) الترمذي: 2044، وأحمد: 27543.

(14) متفق عليه.

(15) أحمد: 24864.

(16) الحشر: 10.